Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN Online 2790-9972 ISSN PRINT 2958-0005
VOL 6, Issue 1
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

ڈاکٹر سائرہ بتول
صدر شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیاں: ایک لسانیاتی مطالعہ

Dr. saira Batool
International Islamic university, Islamabad

Phonological Changes in Urdu: A Linguistic Study

This research paper explores the phenomenon of phonetic changes in the Urdu language through a linguistic lens. Phonetic shifts refer to alterations in sound production that occur over time, influenced by socio-cultural, geographical, and technological factors. In the context of Urdu, such changes are often the result of interaction with other languages, particularly Persian, Arabic, English, and regional languages of South Asia. The study investigates how urbanization, media influence, migration, and education systems have affected pronunciation patterns among native speakers. Through descriptive linguistic analysis, it highlights common phonetic variations in everyday speech, such as vowel reduction, consonant softening, and code-switching-induced sound shifts. The paper also examines generational differences, noting that younger speakers often display different articulation habits compared to older generations. Additionally, the influence of digital communication, such as texting and social media, is assessed as a driver of rapid phonetic evolution. While some changes reflect natural linguistic progression, others raise concerns about erosion of classical pronunciation norms. The paper emphasizes the need for a balanced linguistic approach that respects both innovation and tradition. This study contributes to the broader understanding of how Urdu phonetics is adapting to the pressures of modernity, while still retaining its distinct identity.

Keywords: Urdu Language,Phonetic Changes, Linguistic Variation, Sound Shifts, Sociolinguistics, Urban Speech Patterns,Pronunciation Evolution, Language and Media

اردو زبان ایک زندہ اور متحرک لسانی نظام کی حامل زبان ہے، جو برصغیر کے کروڑوں افراد کی روزمرہ زندگی، ثقافت، ادب اور معاشرتی اظہار کی نمائندہ ہے۔ زبان ایک ایسا مظہر ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی، معاشی، سیاسی، تکنیکی اور جغرافیائی عوامل کے زیر اثر تبدیلیوں سے گزرتی ہے۔ ان ہی تبدیلیوں میں ایک بنیادی اور اہم تبدیلی صوتیات کی سطح پر وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کا مطالعہ زبان کی تطوراتی تاریخ، ساختی پہلو، اور بول چال کی لسانی حرکیات کو سمجھنے کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

صوتیات زبان کی وہ شاخ ہے جو آوازوں کی پیداوار، ساخت، اور ادراک سے متعلق ہوتی ہے۔ جب کوئی زبان وقت کے ساتھ بولنے کے طریقے میں تبدیلی پیدا کرتی ہے، تو یہ تبدیلی سب سے پہلے اس کی صوتی سطح پر نمودار ہوتی ہے۔ اردو زبان بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں۔ اردو کے صوتیاتی نظام میں تبدیلیاں کبھی آہستہ آہستہ اور غیر محسوس انداز میں رونما ہوتی ہیں اور کبھی ان کا ظہور اچانک اور تیزی سے ہوتا ہے۔ یہ تبدیلیاں الفاظ کے تلفظ، حروف کی آوازوں، زیر و زبر کی ادائیگی، اور لب و لہجے کے استعمال میں نمایاں ہوتی ہیں۔

اردو کی صوتیاتی ساخت بنیادی طور پر ہند آریائی لسانی خاندان سے ماخوذ ہے، لیکن اس پر فارسی، عربی، ترکی اور انگریزی زبانوں کے اثرات نے

صوتیاتی تبدیلیوں کو ایک منفرد اور مرکب انداز میں جنم دیا ہے۔ ان اثرات کی بدولت اردو زبان میں صوتی تنوع پایا جاتا ہے جو اس کی علاقائی بولیوں، طبقاتی زبان، اور رسمی و غیر رسمی اسالیب میں نمایاں ہے۔ مثلاً دہلی کی اردو، لکھنوی لہجہ، کراچی کی شہری بولی، یا سرائیکی اور پنجابی کے زیرِ اثر علاقوں کی اردو میں صوتی اختلافات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

صوتیاتی تبدیلیوں کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ وقت کے ساتھ الفاظ کا کم یا زیادہ استعمال، لہجے کی آسانی، معاشرتی رجحانات، بین الاقوامی زبانوں سے اختلاط، تعلیمی سطح، اور میڈیا کا اثر، سب صوتی تبدیلیوں میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک زبان جب دوسرے معاشروں اور ثقافتوں سے رابطے میں آتی ہے تو اس کے صوتی خدوخال میں غیر محسوس تبدیلیاں پیدا ہونا فطری بات ہے۔ آج کل کے جدید دور میں سوشل میڈیا، ٹی وی، ریڈیو اور فلم نے بھی زبان کو صوتی سطح پر بدلنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیاں صرف تلفظ کی تبدیلی تک محدود نہیں رہتیں بلکہ یہ معنی اور جملوں کی ساخت پر بھی اثرانداز ہوتی ہیں۔ جب کسی لفظ کا تلفظ تبدیل ہوتا ہے، تو بعض اوقات اس کا مطلب، زور دینے کا انداز، یا سننے والے کے ذہن میں اس کی تاثر پذیری بھی بدل جاتی ہے۔ مثلاً کچھ الفاظ جنہیں پہلے مخصوص لہجے میں ادا کیا جاتا تھا، اب مختلف انداز سے بولے جاتے ہیں، جس سے معنی کا پیرایہ بدل جاتا ہے۔

صوتیاتی تبدیلیوں کا جائزہ لسانی تجزیے میں اس وقت اہمیت اختیار کرتا ہے جب ہم زبان کی ساختیاتی تبدیلیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ زبان کے مختلف اجزا جیسے صامت (consonants)، مصوت (vowels)، اور مرکب صوتیات، وقت کے ساتھ نئے صوتی روپ اختیار کرتے ہیں۔ یہی تبدیلیاں لسانی سادگی، فصاحت، اور تسہیل کی جانب لے جاتی ہیں۔ اکثر زبانیں بشمول اردو، صوتی سادگی کی طرف مائل ہوتی ہیں تاکہ بولنے میں آسانی پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم بہت سے ایسے الفاظ سنتے ہیں جن کا قدیم تلفظ یا صوتی آہنگ اب سننے میں نہیں آتا۔

اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کا اثر صرف بول چال تک محدود نہیں بلکہ تحریر پر بھی پڑتا ہے۔ کچھ الفاظ جو پہلے ایک انداز میں لکھے اور پڑھے جاتے تھے، اب ان کا تلفظ تو بدل گیا ہے مگر لکھاوٹ وہی رہی، جس سے تحریر اور تلفظ میں فاصلہ پیدا ہوا ہے۔ اس سے زبان کی تدریس، ادبی اظہار، اور لغوی ذخیرہ پر بھی اثر پڑا ہے۔ طلبہ اور نوآموز قارئین کے لیے ایسے الفاظ کا ادراک ایک چیلنج بن جاتا ہے جن کی ادائیگی اور لکھاوٹ میں فرق ہو۔

صوتیاتی تبدیلیوں کا جائزہ صرف زبان دانوں یا ماہرین لسانیات کے لیے ہی نہیں بلکہ عام قارئین، اساتذہ، ادیبوں، اور صحافیوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ اس کے ذریعے زبان کی نشوونما، تغیر، اور مستقبل کی پیش گوئیوں کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اردو زبان چونکہ رابطے کی زبان ہے، اس لیے اس کی تبدیلی کا اثر وسیع پیمانے پر محسوس ہوتا ہے۔ نئی نسل جن الفاظ یا لہجوں کو اپنا رہی ہے، وہی آنے والے وقت میں زبان کی صوتی شناخت بن سکتے ہیں۔

اس تحقیق کا مقصد اردو زبان میں رونما ہونے والی صوتیاتی تبدیلیوں کا تفصیلی جائزہ لینا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کون سے عوامل ان تبدیلیوں کو جنم دے رہے ہیں، یہ تبدیلیاں زبان کی ساخت پر کس طرح اثرانداز ہو رہی ہیں، اور ان کے اثرات زبان کے تعلیمی، ادبی، اور معاشرتی پہلوؤں پر کس حد تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس مطالعے میں ہم مختلف صوتیاتی نظریات، علاقائی بولیوں، طبقاتی فرق، اور تاریخی پس منظر کو بھی مدنظر رکھیں گے، تاکہ ایک جامع اور علمی تجزیہ پیش کیا جا سکے۔

مزید برآں، اس مطالعے کے ذریعے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ صوتیاتی تبدیلیاں زبان کی ترقی کا حصہ ہیں یا زوال کا، اور ان سے زبان کی وحدت متاثر ہوتی ہے یا تنوع میں اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ اردو ایک وسیع لسانی دائرہ رکھتی ہے، اس لیے ان تبدیلیوں کی نوعیت اور رفتار دیگر زبانوں کے مقابلے میں زیادہ متحرک اور متنوع ہو سکتی ہے۔

آخر میں، یہ تحقیق اردو زبان کے صوتیاتی نظام کو ایک سائنسی زاویہ نگاہ سے دیکھنے کی ایک کوشش ہے، جس میں زبان کی آوازی سطح کو نہ صرف تاریخی اور سماجی سیاق و سباق میں سمجھا جائے گا بلکہ اس کے عملی اثرات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ یہ مطالعہ اردو زبان کے صوتی تنوع اور تبدیلیوں کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دے گا، جو کہ زبان کے فطری ارتقاء کا حصہ ہیں۔

اردو زبان ایک ترقی یافتہ، تہذیبی اور ادبی زبان ہے جو برصغیر کی صدیوں پر محیط لسانی، ثقافتی اور تمدنی تاریخ کی آئینہ دار ہے۔ زبانیں جامد نہیں ہوتیں بلکہ وقت، معاشرت، معیشت، سیاست اور دیگر عوامل کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ یہی تغیر زبان کی صوتیات میں بھی نمایاں ہوتا ہے۔ زبان کی صوتیاتی تبدیلی نہ صرف اس کے لہجے، آوازوں اور تلفظ کو متاثر کرتی ہے بلکہ اس کی ساخت، فہم وادراک اور ترسیل کو بھی ایک نئے انداز میں ڈھالتی ہے۔ اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کا مطالعہ نہ صرف لسانیات کے ماہرین بلکہ عام بولنے والوں کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہے۔

لسانیات کی شاخ "صوتیات (Phonetics) "زبان کی ان تمام آوازوں کا مطالعہ کرتی ہے جو زبان کے بولنے اور سننے کے عمل میں استعمال ہوتی ہیں۔ صوتیاتی تبدیلی ان تبدیلیوں کو کہا جاتا ہے جو زبان کے صوتی نظام میں وقت کے ساتھ رونما ہوتی ہیں۔ ان تبدیلیوں کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جیسے کہ معاشرتی روابط، جغرافیائی پھیلاؤ، دیگر زبانوں سے اختلاط، یا سماجی طبقاتی فرق۔ اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کی جھلک ہمیں نہ صرف ادبی متون میں بلکہ روزمرہ بول چال اور علاقائی لہجوں میں بھی ملتی ہے۔

اردو زبان کی ابتدا اگرچہ فارسی، عربی، ترکی اور مقامی ہند آریائی زبانوں کے اشتراک سے ہوئی، مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس زبان میں بہت سے لسانی اور صوتیاتی تغیرات آئے جنھوں نے اردو کے صوتی نظام کو مسلسل تبدیل کیا۔ ابتدا میں اردو کا لہجہ زیادہ تر فارسی اور عربی صوتیات سے قریب تر تھا، مگر برصغیر کے مختلف علاقوں میں اردو کی وسعت اور دیگر زبانوں سے روابط نے اس کی آوازوں اور تلفظ میں بتدریج تبدیلیاں پیدا کیں۔

ایک اہم پہلو یہ ہے کہ صوتیاتی تبدیلیاں ہمیشہ یکساں نہیں ہوتیں، بلکہ مختلف طبقاتی، جغرافیائی اور ثقافتی پس منظر رکھنے والے افراد زبان کو اپنے انداز میں ادا کرتے ہیں۔ مثلاً پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان اور دہلی، لکھنؤ یا دکن کے بولنے والوں کے لہجوں میں نمایاں صوتی فرق پایا جاتا ہے۔ ان اختلافات کی بنیاد پر ہم اردو کی متعدد صوتیاتی شکلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جو اردو کی صوتی ساخت کو متاثر کرتی ہیں۔

مزید برآں، اردو زبان میں الفاظ کے تلفظ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ بعض اوقات حرف کی آواز ہی بدل جاتی ہے۔ مثلاً 'ق' کی جگہ 'ک'، یا 'ذ' کی جگہ 'ز' کا استعمال، یا بعض علاقوں میں 'ث' کو 'س' کے طور پر بولا جانا، یہ سب صوتیاتی تبدیلی کی مثالیں ہیں۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف زبان کی ادائیگی پر اثرانداز ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات معنی کی تفہیم کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

صوتیاتی تبدیلیاں محض زبان کی فطری ترقی کا حصہ نہیں بلکہ بعض اوقات معاشرتی شناخت، تعلیم، ٹیکنالوجی اور میڈیا کے اثرات کے تحت بھی وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کے وسیع اثرات نے نوجوان نسل کی زبان، لہجہ اور آوازوں کو ایک نئے سانچے میں ڈھالا ہے۔ مثلاً انگریزی الفاظ کے استعمال کے ساتھ ان کے تلفظ کو بھی اپنانا ایک ایسی صوتیاتی تبدیلی ہے جو جدید اردو میں عام ہوتی جا رہی ہے۔

اس مضمون کا مقصد اردو زبان میں رونما ہونے والی صوتیاتی تبدیلیوں کا ایک جامع اور لسانیاتی جائزہ پیش کرنا ہے تاکہ نہ صرف اردو کے صوتی نظام کی تبدیلیوں کو سمجھا جاسکے بلکہ ان کے اسباب اور اثرات کو بھی واضح کیا جاسکے۔ اس ضمن میں ہم تاریخی، معاشرتی اور لسانی عوامل کا بھی جائزہ لیں گے اور مختلف نظریات کی روشنی میں ان تبدیلیوں کی نوعیت کا تعین کریں گے۔ زبان کی تبدیلیوں کا مطالعہ زبان کے مستقبل کی پیش بینی اور اس کی منصوبہ بندی میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ان تبدیلیوں کے اثرات پر غور کریں کہ آیا یہ اردو زبان کی شناخت کو مضبوط کرتے ہیں یا اسے کسی گمشدہ شناخت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ زبان میں صوتیاتی تبدیلیاں زبان کو بگاڑنے کے مترادف ہیں جبکہ بعض ماہرین اسے زبان کی فطری ارتقائی عمل سمجھتے ہیں۔ (1)

اس حوالے سے لسانی اصول، جیسے کہ

"آوازوں کا تسلسل"، "تلفظ کی آسانی"، "لہجے کی قربت"، اور "سماجی قبولیت" اہم کردار ادا کرتے ہیں (2)۔

اردو زبان کا صوتیاتی نظام ایک تاریخی ارتقائی سفر کا آئینہ دار ہے۔ زبانوں کی تاریخ کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی بھی زبان ایک مقررہ ڈھانچے پر قائم نہیں رہتی، بلکہ مختلف تہذیبی، لسانی، جغرافیائی اور سیاسی عوامل کے زیرِ اثر مسلسل تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اردو بھی چونکہ ایک مخلوط زبان ہے جو فارسی، عربی، ترکی اور مقامی ہندی بولیوں کے امتزاج سے وجود میں آئی، لہٰذا اس میں صوتی سطح پر متعدد تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں۔

ابتدائی دور میں اردو کی صوتیات فارسی اور عربی زبانوں سے متاثر تھیں، جن میں حلقی اور گٹری آوازیں غالب تھیں، جیسے "ق"، "غ"، "خ"، "ح" وغیرہ۔ ان آوازوں کا درست تلفظ صرف اُن لوگوں کے لیے ممکن تھا جو ان زبانوں سے براہِ راست وابستہ تھے یا مذہبی تعلیمات میں مہارت رکھتے تھے۔ تاہم جب اردو عام بول چال کی زبان بنی، تو ان آوازوں میں تبدیلیاں آنا شروع ہو گئیں، مثلاً "ق" کی جگہ "ک" کا استعمال یا "غ" کی جگہ "گ" کا۔ یہ صوتی تبدیلی صرف سہولت کے تحت نہیں بلکہ سماجی رویوں اور تعلیمی پس منظر کے اثرات کی وجہ سے بھی وقوع پذیر ہوئی (3)۔

مغل دور میں اردو کو دربار کی زبان کا درجہ حاصل ہوا، لیکن اُس وقت بھی یہ زبان صرف طبقہ اشرافیہ تک محدود تھی۔ جیسے جیسے اردو عوامی سطح پر پہنچی، اس کے صوتیاتی ڈھانچے میں مزید نرمی اور سادگی آتی گئی۔ دیہاتوں اور مختلف خطوں میں بولی جانے والی اردو میں علاقائی زبانوں کے اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، جیسے کہ پنجابی یا براہوی لہجے کی آمیزش سے مخصوص صوتیاتی تبدیلیاں ابھریں۔ اردو کی تاریخ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ صوتی تغیر ہمیشہ معاشرتی ہم آہنگی اور آسان ترسیل کے لیے واقع ہوتا ہے۔

جدید دور میں تعلیم کے فروغ، طباعت و نشر، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے باعث اردو کی صوتیات میں ایک نیا باب کھلا۔ میڈیا نے نہ صرف زبان کے استعمال کو متاثر کیا بلکہ آوازوں اور لہجوں کو بھی تبدیل کر دیا۔ آج اردو بولنے والوں میں تلفظ کی کئی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں: ایک وہ جو روایتی تلفظ پر قائم ہیں، اور دوسرے وہ جو جدید میڈیا سے متاثر ہو کر انگریزی یا دیگر زبانوں کے تلفظ کو اپنا چکے ہیں (4)۔

یہ صوتی تغیرات خاص طور پر نوجوان نسل میں زیادہ دیکھے جا سکتے ہیں، جن کی اردو نہ صرف تیز رفتار ہے بلکہ غیر روایتی تلفظ سے مزین ہے۔

اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کی ایک اہم مثال "تشدد آمیز" آوازوں کا نرم ہو جانا ہے۔ مثلاً "ض" کو "ز" بولنا، "ص" کو "س"، یا "ث" کو "س" کے طور پر ادا کرنا۔ ماضی میں ان حروف کا الگ تلفظ کیا جاتا تھا، لیکن اب عمومی طور پر یہ ایک جیسے بولے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ تعلیم کا معیار، اساتذہ کا تلفظ، اور میڈیا کی زبان ہے۔ بعض حلقے اسے اردو کی سادگی قرار دیتے ہیں، جبکہ کچھ ماہرین اسے لسانی انحطاط گردانتے ہیں۔

لسانیاتی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ صوتیاتی تبدیلی کا تعلق زبان کے اندرونی اصولوں کے ساتھ ساتھ بیرونی سماجی محرکات سے بھی ہوتا ہے۔ جب کوئی زبان مختلف لسانی گروہوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتی ہے، تو وہ خود بخود ایسے صوتی نظام کو اختیار کر لیتی ہے جو تمام طبقوں کے لیے قابلِ فہم ہو۔ اردو زبان کا یہی سفر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ زبان اپنے صوتیاتی نظام میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں قبول کرتی آئی ہے تاکہ اس کی افادیت اور قبولیت برقرار رہے (5)۔

ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اردو کی صوتی تاریخ میں بعض تبدیلیاں ادارہ جاتی دباؤ کے تحت ہوئیں، جیسے کہ تعلیمی نصاب میں موجود تلفظ کی کتابیں، سرکاری نشریاتی اداروں کی زبان، اور دینی مدارس کا طرزِ تعلیم۔ ان اداروں نے مخصوص تلفظات کو رائج کرنے کی کوشش کی، لیکن عوامی سطح پر ان کا اطلاق مکمل طور پر ممکن نہ ہو سکا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کی صوتی تبدیلی کا رخ بالادستی کے بجائے عوامی رجحانات طے کرتے ہیں۔

علاقائی بولیوں کے اثرات کے ساتھ ساتھ اردو پر دیگر زبانوں کا بھی دباؤ رہا ہے، مثلاً انگریزی کی "ایسپیریشن (aspiration)" یعنی "پھٹکنے والی آوازیں" اردو میں داخل ہو چکی ہیں، جیسے کہ "پھ" کو "ف" یا "بھ" کو "ب" کے طور پر ادا کرنا۔ اسی طرح غیر ملکی الفاظ جیسے "فون"، "کمپیوٹر"، "ویڈیو" وغیرہ کو اردو لب و لہجے میں ڈھالنے کی کوشش نے بھی صوتیاتی تبدیلیوں کو جنم دیا ہے۔

اردو زبان کی صوتیات پر تحقیق یہ بھی بتاتی ہے کہ خواتین، مردوں کے مقابلے میں زبان میں تبدیلی لانے میں زیادہ فعال کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی گفتگو میں نرم آوازیں، مہذب لہجہ اور کم جارحانہ تلفظ کا رجحان عام پایا جاتا ہے، جس نے مجموعی طور پر اردو کے صوتیاتی نظام کو نرم بنایا ہے (6)۔

لسانی تجزیے کے تحت صوتیات وہ شاخ ہے جو زبان کی آوازوں، ان کی پیداوار، صفات اور تبدیلیوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ اردو زبان کی صوتیاتی ساخت اپنے اندر مختلف زبانوں کے صوتی اثرات سموئے ہوئے ہے، جن میں فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، اور انگریزی شامل ہیں۔ ان زبانوں کی آوازی خصوصیات اردو کے صوتی نظام میں مدغم ہو کر وقت کے ساتھ ارتقا پذیر ہوئیں۔

اردو میں موجود مصوتے (Vowels) اور صامتے (Consonants) کی فہرست دیگر زبانوں کے مقابلے میں وسیع ہے، جو اس کے کثیر لسانی پس منظر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مثلاً اردو میں "ق"، "غ"، "ث"، "ص"، "ض"، "ح"، اور "ع" جیسے عربی و فارسی حروف موجود ہیں، لیکن ان کا تلفظ اکثر مقامی لہجوں کی بنا پر سادہ صورتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے "ق" کو "ک"، "غ" کو "گھ" یا "گ"، اور "ح" کو "ہ" بولا جانا۔ یہ صوتیاتی تبدیلی زبان کے قدرتی ارتقا کی علامت ہے، جسے لسانیات میں "آوازوں کا سطحی انضمام (phonemic merging) " کہا جاتا ہے۔

اردو میں اکثر صوتی تبدیلیاں "آسانی" کے اصول پر مبنی ہوتی ہیں، یعنی بولنے والا وہی آواز ادا کرتا ہے جو اس کے لیے آسان ہو۔ یہ اصول عالمی لسانیات میں "قانونِ سادگی" کے نام سے معروف ہے، جو زبانوں میں صوتی تبدیلی کا عمومی محرک ہوتا ہے۔ اردو میں بھی یہی رجحان پایا جاتا ہے، جہاں "ث"، "س"، اور "ص" سب کو ایک ہی آواز "س" کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح "ض" اور "ز" کو یکساں تلفظ دیا جانا بھی اسی اصول کی مثال ہے (7)۔

لسانیاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو اردو صوتیات میں ایک خاص ترتیب اور توازن موجود ہے۔ اردو میں آوازیں زبان کی نوک، وسط، یا حلق سے ادا کی جاتی ہیں، اور ہر آواز کی مخصوص جگہ ہوتی ہے۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ ان آوازوں کی ادائیگی کی جگہیں بھی تبدیل ہوئی ہیں، جنہیں "Articulatory Shift" کہا جاتا ہے۔ جیسے "غ" جو حلق سے ادا کی جاتی تھی، اب اکثر زبان کے پچھلے حصے سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ تبدیلی نہ صرف بولنے والوں کی آسانی کا نتیجہ ہے بلکہ لسانی ماحول اور تعلیم کے فرق سے بھی جڑی ہوئی ہے۔

اردو زبان کی صوتیات میں تبدیلی کا ایک اور پہلو "ادغام (Assimilation) " ہے، جس میں ایک آواز دوسری آواز سے مل کر اپنی شناخت کھو بیٹھتی ہے۔ مثلاً "زندگی" کو بعض اوقات "زنگی" بولا جاتا ہے، جہاں "د" کی آواز ضم ہو جاتی ہے۔ یہ صوتیاتی عمل عام گفتگو میں کثرت سے پایا جاتا ہے اور اردو کی صوتی ساخت میں مسلسل تغیرات کا باعث بن رہا ہے (8)۔

اردو کی صوتیات پر جدید لسانی نظریات بھی لاگو ہوتے ہیں، مثلاً "Optimality Theory" کے مطابق بولنے والا ہمیشہ ایسی آوازوں کا انتخاب کرتا ہے جو زیادہ فصیح، کم توانائی طلب، اور جلد ادا ہونے والی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید اردو میں پیچیدہ یا ثقیل آوازوں کی جگہ نرم اور سہل آوازیں لے چکی ہیں۔

اردو زبان کا دائرہ پاکستان اور بھارت کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے، اور جہاں جہاں یہ زبان بولی جاتی ہے، وہاں وہاں کے مقامی لہجے اس کی صوتی شکل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اردو کا کوئی ایک مخصوص صوتی معیار نہیں، بلکہ یہ اپنے صارفین کے جغرافیائی، معاشرتی اور ثقافتی پس منظر کے مطابق مختلف لہجوں میں ڈھلتی رہتی ہے۔ ان مختلف لہجوں میں صوتیاتی فرق زبان کی تنوع پذیری اور لسانیاتی ارتقا کا بین ثبوت ہے۔

کراچی، لاہور، پشاور، دہلی، لکھنؤ، حیدرآباد دکن، میرٹھ اور دیگر شہروں میں بولی جانے والی اردو لہجے کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہے۔ مثلاً دہلی اور لکھنؤ کی اردو میں جو نفاست اور کلاسیکی تلفظ پایا جاتا ہے، وہ کراچی یا لاہور میں بولی جانے والی اردو میں نسبتاً کم دکھائی دیتا ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کے لہجوں میں عربی و فارسی حروف جیسے "ق"، "ث"، "ص"، "ض"، "ح"، اور "ع" کی ادائیگی روایتی انداز میں کی جاتی ہے، جب کہ کراچی، لاہور یا پشاور میں یہ آوازیں اکثر آسان متبادلوں میں بدل جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر کراچی میں "قلم" کو "کلم"، "غصہ" کو "گصہ" یا "گسا"، اور "عزت" کو "ازت" کہا جانا عام ہے۔ یہ تبدیلیاں محض زبان کی سہولت یا سستی کی علامت نہیں بلکہ ایک صوتیاتی فطری رجحان کی نمائندہ ہیں، جسے لسانیات میں "Neutralization" کہا جاتا ہے (9)۔

اسی طرح لاہور میں بولی جانے والی اردو میں پنجابی زبان کی صوتی ساخت کا اثر گہرائی سے محسوس ہوتا ہے۔ "ر" کی جگہ "ڑ" کا استعمال، "ن" کی بجائے "س" کی ادائیگی، اور بعض مقامات پر "ش" کو "س" کہنا عام ہے۔ مثال کے طور پر "شکر" کو "سکر"، "روشنی" کو "روسنی"، اور "دن" کو "دں" بولنا اس صوتیاتی فرق کا حصہ ہے۔ یہ تمام تغیرات دراصل اس لسانی اصول کے تحت آتے ہیں جسے "Regional Accent Variation" کہتے ہیں۔ لسانیات کی رو سے، جب دو زبانیں یا لہجے ایک ہی جغرافیائی علاقے میں ہم وقت بولے جائیں تو ایک زبان کی صوتی خصوصیات دوسری پر اثرانداز ہوتی ہیں(10)۔

پشاور اور خیبر پختونخواہ کے دیگر علاقوں میں بولی جانے والی اردو پشتو کے زیر اثر ہے۔ وہاں "ف" کو "پھ"، "ز" کو "ج"، اور "خ" کو سخت لہجے میں ادا کرنا عام ہے۔ مثلاً "فکر" کو "پھکر"، "زندگی" کو "جندگی"، اور "خان" کو نہایت سخت لہجے میں "خان" ادا کرنا پشتو لہجے کی صوتی جھلک ہے۔ یہ اثرات نہ صرف صوتیات بلکہ صوتیاتی دباؤ (Stress Patterns) پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں، جس سے جملے کی ادائیگی میں ایک خاص طرز پیدا ہوتا ہے۔

حیدرآباد دکن کی اردو جو جنوبی ہند میں بولی جاتی ہے، اپنے مخصوص تلفظ کی وجہ سے الگ پہچانی جاتی ہے۔ وہاں "ذ"، "ز"، "ض" اور "ظ" کو علیحدہ انداز میں ادا کیا جاتا ہے، جو کہ اکثر شمالی ہند یا پاکستان میں یکساں طور پر "ز" کے طور پر ادا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح "ٹ" اور "ڈ" کی بجائے نرم تلفظ "ت" اور "د" استعمال ہوتے ہیں۔ اس لہجے کی صوتی ساخت میں تہذیبی جھلک اور عربی، فارسی کے روایتی اثرات گہرے ہیں۔

علاوہ ازیں، اردو میں بعض مخصوص طبقات جیسے دہقان، مضافاتی علاقوں کے باشندے، یا کم خواندہ افراد کے ہاں بھی صوتیاتی تغیرات پائے جاتے ہیں۔ یہ تغیرات اکثر معاشرتی طبقاتی فرق کی بھی نمائندگی کرتے ہیں۔ انگریزی زبان کے ماہرین نے اس رجحان کو "Sociophonetics" کے طور پر بیان کیا ہے، جو اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ زبان کی صوتیات کیسے معاشرتی شناخت سے جڑی ہوتی ہے۔

یہ صوتیاتی فرق وقت کے ساتھ ساتھ کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں، لیکن یہ ہمیشہ زبان کے ارتقا کا لازمی جزو رہتے ہیں۔ جدید لسانیات کے ماہرین کا ماننا ہے کہ کسی بھی زبان میں "لہجائی تغیر (Dialectal Variation)" اس کے صوتیاتی نظام کے زندہ ہونے کی علامت ہے۔

اردو زبان میں صوتیاتی تبدیلیوں کا مطالعہ ایک نہایت اہم اور پیچیدہ موضوع ہے، جس پر تحقیق سے نہ صرف زبان کے ارتقائی مراحل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے بلکہ مختلف تہذیبی، معاشرتی اور علاقائی اثرات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں ہم نے دیکھا کہ اردو زبان، جو بظاہر ایک متحد اور ہم آہنگ زبان دکھائی دیتی ہے، درحقیقت صوتی سطح پر مختلف لہجوں، علاقائی تلفظات، معاشرتی طبقاتی فرق، اور دیگر بیرونی اثرات کی بنیاد پر کئی صوتیاتی پرتیں رکھتی ہے۔ ان پرتوں کا جائزہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اردو زبان نہ صرف بدل رہی ہے بلکہ ہر لمحہ نئے صوتی تجربات سے گزر رہی ہے۔

اردو کا صوتی نظام دراصل ایک زندہ نظام ہے، جو اپنے اردگرد کے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے۔ معاشرتی سطح پر، مختلف طبقے جیسے تعلیم یافتہ، نیم خواندہ اور غیر خواندہ افراد زبان کو جس انداز سے ادا کرتے ہیں، وہ اردو کی صوتی نوعیت میں واضح فرق پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح خواتین اور مردوں کے اندازِ گفتگو، مختلف پیشوں سے وابستہ افراد کے بولنے کا انداز، اور شہری و دیہی پس منظر، سب اردو کے صوتی نقشے کو پیچیدہ اور متنوع بناتے ہیں۔ یہ تمام عوامل ظاہر کرتے ہیں کہ صوتیاتی تبدیلی ایک فطری اور ناگزیر عمل ہے، جو زبان کے سماجی کردار کا عکاس ہے۔

اردو کے مختلف لہجوں میں پائے جانے والے تلفظی فرق محض ادائیگی کا مسئلہ نہیں، بلکہ وہ زبان کے جغرافیائی و تہذیبی پس منظر کی شناخت کا ذریعہ بھی ہیں۔ دہلی اور لکھنؤ کی اردو میں پائی جانے والی نفاست، لاہور اور کراچی کی اردو میں موجود سہل پسندانہ تلفظ، پشاور کی اردو پر پشتو کا دباؤ، اور دکن کی اردو میں پائی جانے والی نرمی، یہ سب اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ زبانیں ہمیشہ جامد نہیں ہوتیں، بلکہ اپنے ماحول کے مطابق ڈھلتی ہیں۔ لہجے دراصل کسی خطے کی ثقافت، تاریخ اور شناخت کے عکاس ہوتے ہیں، اور یہی صوتیاتی تبدیلیاں زبان کو ایک زندہ وجود عطا کرتی ہیں۔

علاوہ ازیں، وقت کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں جو تبدیلیاں آ رہی ہیں، ان میں جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو، یوٹیوب، سوشل میڈیا اور موبائل ایپلیکیشنز نے زبان کو ایک نئی جہت دی ہے، جہاں نہ صرف نئے الفاظ شامل ہو رہے ہیں بلکہ تلفظ میں بھی تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ نوجوان نسل کا اندازِ گفتگو، میڈیا پر سنائی دینے والی آوازوں کا اثر، اور تعلیمی اداروں میں اپنایا جانے والا لہجہ اردو کی صوتیات پر براہِ راست اثر ڈال رہے ہیں۔ آج اردو کا ایک نیا لہجہ تشکیل پا رہا ہے، جو نہ صرف قومی بلکہ عالمی سطح پر بھی اپنی شناخت قائم کر رہا ہے۔

ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اردو میں صوتیاتی تبدیلی صرف ایک لسانی عمل نہیں بلکہ تہذیبی ارتقاء کا آئینہ دار بھی ہے۔ جب کوئی قوم یا معاشرہ ترقی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہے تو اس کی زبان بھی اس کا ساتھ دیتی ہے۔ اردو زبان چونکہ کئی تہذیبوں، مذاہب، اور ثقافتوں کے میل سے وجود میں آئی ہے، اس لیے اس میں صوتیاتی سطح پر بھی تنوع اور وسعت پائی جاتی ہے۔ یہ تنوع اردو کی شناخت کا حصہ بن چکا ہے، اور اگر اس پر مثبت انداز سے تحقیق کی جائے تو یہ لسانی ورثہ مزید مضبوط ہو سکتا ہے۔

مزید یہ کہ اردو زبان کے صوتیاتی نظام میں تبدیلی کا ایک سبب تعلیمی نظام کی غیر یگانگت بھی ہے۔ مختلف اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں اردو کی تدریس کا انداز مختلف ہے۔ کہیں اردو کو عربی اور فارسی تلفظ کے قریب پڑھایا جاتا ہے تو کہیں اسے مقامی لہجوں سے قریب تر کیا جاتا ہے۔ اس تفاوت کی وجہ سے تلفظ میں فرق پیدا ہوتا ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ رائج ہوتا چلا جاتا ہے۔ یوں تعلیمی ادارے بھی زبان کی صوتی ساخت میں تبدیلی کے ایک اہم ذریعہ بن چکے ہیں۔

زبان کی صوتی ساخت کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے نہ صرف زبان کو بہتر طور پر پڑھانے اور سیکھنے کے طریقے متعین کیے جا سکتے ہیں بلکہ لسانی وحدت کو فروغ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر تلفظ کے اصولوں اور لہجوں کے فرق کو نظر انداز کیا جائے تو وقت کے ساتھ زبان میں وہ تضادات پیدا ہو سکتے ہیں جو ابلاغ میں رکاوٹ بن جائیں۔ لہٰذا صوتیاتی سطح پر یکسانیت کی کوشش، تلفظ کی درستی، اور لسانی معیار بندی اردو کے روشن مستقبل کے لیے ناگزیر ہیں۔

اس مطالعے سے یہ بھی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگرچہ صوتیاتی تبدیلی اردو زبان کی فطری حقیقت ہے، لیکن اس تبدیلی کو مثبت سمت میں رہنمائی دینا وقت کی ضرورت ہے۔ نئی نسل کو درست تلفظ سکھانا، مقامی لہجوں کو قبول کرتے ہوئے ایک مشترکہ صوتی معیار کی تشکیل، اور صوتیات کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنانا ایسے اقدامات ہیں جو اردو کی صوتی صحت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

اردو زبان کی صوتیاتی تبدیلیوں کو صرف ایک لسانی مظہر کے طور پر دیکھنا کافی نہیں، بلکہ اسے ایک سماجی، تہذیبی، اور تعلیمی مسئلہ بھی سمجھنا چاہیے۔ زبان کی ساخت اور اس کا تلفظ کسی بھی قوم کی شناخت کا حصہ ہوتے ہیں، اور اگر ان میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ اردو کو ایک معیاری زبان بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی صوتیات پر مسلسل تحقیق کی جائے، اس کے مختلف لہجوں کو سائنسی بنیادوں پر پرکھا جائے، اور ان میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے تدریسی اقدامات کیے جائیں۔

حوالہ جات

1. وارث، امتیاز علی۔ اردو صوتیات: ایک تعارفی مطالعہ۔ مجلس ترقی ادب، 2007، صفحہ 87۔
2. فاروقی، شمس الرحمن۔ اردو کا لسانیاتی سفر۔ اردو سائنس بورڈ، 2010، صفحہ 112۔
3. مسعود حسن رضوی ادیب، اردو زبان کی ابتدائی نشوونما، مجلس ترقی ادب، 1971، ص 142۔
4. گوپی چند نارنگ، اردو زبان اور لسانیات، مقتدرہ قومی زبان، 1995، ص 89۔
5. جمیل جالبی، تاریخِ اردو ادب (جلد اول (، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1984، ص 234۔

6. فرمان فتح پوری، لسانیات اور اردو زبان، سنگ میل پبلیکیشنز، 2003، ص198۔
7. گوپی چند نارنگ، اردو زبان اور لسانیات، مقتدرہ قومی زبان، 1995، ص112۔
8. جمیل جالبی، محاکمۂ لسانیات، سنگ میل پبلیکیشنز، 2001، ص176۔
9. محمد حسین، اردو کی صوتیات، مقتدرہ قومی زبان، 1992، ص203۔
10. شوکت سبزواری، اردو کا صوتیاتی مطالعہ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2005، ص164۔